۷۸۶

دیباچہ

میری دیرینہ آرزو تھی کہ حضرت مخدومہ رابعہ بصریؒ کی مختصر سوانح عمری قلمبند کروں
لہذا کچھ عرصہ ہوا اس عاجزہ کا ایک مضمون بعنوان "حضرت رابعہ بصری" رسالہ صوفی
پنڈی بہاؤ الدین اور اخبار گورکھپور میں شائع ہوا۔ جسے اکثر ناظرات نے پسند کیا
اور خواہش کی کہ حضرت سیدہ کے حالات اضافہ کر کے کتاب کی صورت میں شائع
ہوں۔ اس رائے نے میری ہمت افزائی کی اور خدا کا شکر ہے کہ اس باخدا مخدومہ کے
روحانی فیض سے آج یہ محنت ٹھکانے لگی ؛

واضح رہے کہ اس عارفہ زمانہ کے اکثر واقعات تذکرۃ الاولیا۔ نفحات الانس۔
اور ابن خلکان سے اقتباس کئے گئے ہیں۔ حضرت رابعہ بصریؒ صرف نسوان ہی کے
فرقہ میں بوجہ مقرب باللہ ہونے کے قابلِ فخر اور ناز نہیں بلکہ طبقہ اناث و ذکور دونوں
میں اُن کی حیثیت ایکساں ہے۔ جس دل میں خداترسی اور محبت الٰہی کے آفتاب کی
ذرہ سی بھی شعاع پہنچی ہوگی وہ مقدسہ حضرت رابعہ بصریؒ کے حالات کو سبق آموز

۷۸۶

دیباچہ طبع ثانی

اولیاء کرام کے سوانح و حالات تدوین کرنے کا اصلی مقصد تو اعمال مقدسہ کی یاد تھی اور اس کے مطالعہ سے قلوب میں وہ آگ روشن کرنی تھی جس سے ماسوا کی الفت خاکستر ہو جائے نیز صداقت و نیکی کے عملی نمونوں کی پیروی و اتباع اس سے مقصود تھی لیکن برخلاف اس کے نتیجہ یہ نکلا کہ بالعموم اعمال کی یاد مٹ گئی اور محض ان ناموں کی پرستش ہونے لگی اور حقیقت سے بُعد اور دوری ہو گئی کہ محض ناموں کی عظمت کرنے پر ہر شخص قانع نظر آنے لگا۔ اللہ اللہ! وہ کیا لوگ تھے جو ایک ہی مقصود ایک ہی مطلوب اور ایک ہی مشہود پیش نظر رکھتے تھے وہ کیسی پاک روحیں تھیں جو اپنی عزیز ترین چیزوں کو راہِ حق میں قربان کر کے عبادت گزاریوں اور رضائے الٰہی کے حصول میں محو تھیں۔ خداوند قدوس نے عاشقانہ محبت و شفقت کے لہجے میں ان کی عظمت کو آیات قرآن مجید میں ہمیشہ کیلئے ثبت کر دیا ہے

فهم جلساء الله لا يشقى جليسهم

یہ وہی منزل ہے جہاں حضرت امیر علیہ السلام نے پہنچ کر فرمایا تھا کہ "میں قرآن ناطق ہوں صامت نہیں" اور یہ ایک غیر متزلزل حقیقت تھی اگرچہ ظاہر پرستوں نے اسے ایک قسم بالشان دعویٰ سمجھا تھا لیکن حضرت مرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

تصور کرے گا۔ غلاصکر خواتین کو تو اپنی روحانی مرشدہ کے ہر ایک عمل زندگی کو نصب العین
بنانا چاہیئے تاکہ اس چند روزہ دنیا میں سچی مسرت میسر ہو اور یہی زندگی کا بہترین مقصد ہے
ان ولیہ کے لئے جو بہترین اور عقیدتمندانہ جذبات اپنے قلب میں موجزن پاتی ہوں
ان کے اظہار میں غلطیاں ہوں تو امید ہے ناظرات نظر انداز فرمائیں گی +
مولوی عبد الکریم صاحب انصاری مدرس اوّل سیمنری بانکی پور نے اس کتاب کی
نظر ثانی فرمائی ہے۔ آپ کی یہ تکلیف فرمائی موجب شکر گذاری ہے +
پھر میں ملک محمد اسلم خاں مینجر جریدہ صوفی پنڈی بہاؤالدین کی بھی مرہون منت
ہوں کہ انہوں نے اس کتاب میں چند باتوں کا اضافہ کر دیا +

راقمہ
والدہ وارثیہ خاتون

کریم چک چھپرہ صوبہ بہار
مارچ ۱۹۱۵ء

بزرگانِ سلف کے انوار و برکات سے لذت یاب ہو کر ان کے اعمال طیبہ کی اتباع کر سکو +

اب میں ان تمہیدوں کی بندشوں سے گذر کر اصل موضوع کی طرف رجوع ہوتی ہوں کہ جس وقت اس عاجزہ نے حضرت رابعہ بصریہؒ کی مختصر سوانح عمری مرتب کی تھی تو اس کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ یہ کتاب اس قدر مقبول عام ہوگی کہ طبع ثانی کی نوبت پہنچے گی۔ اللہ کا شکر ہے کہ تشکیک اور مادہ پرستی کے زمانہ میں کثیر التعداد افراد اب بھی ایسے موجود ہیں جو خدا کے پیارے اور مخلص بندوں کے سیرۃ و سوانح کا پڑھنا باعثِ سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ اگر اس عاجزہ سے پوچھئے تو سچ یہ ہے کہ خدا نے اپنے فضل عاجزہ نوازی سے مقبولیت عام بخشی کہ آج ترمیم و نظر ثانی کی ضرورت آن پڑی +

واضح ہو کہ صرف مذہبی روایات کا جاننا اور محض اخلاق و مذہب کے چند رسمی اصولوں کو برتنا حصول مقصد عظمیٰ کیلئے کافی نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اعمال طیبہ و محبت صادقہ کے مورد و محافظ کی اتباع عملاً نہ کیجائے یہانتک کہ اپنے ہر فعل کے اندر جلوہ الٰہی نظر آنے لگے +

بہرحال حاجی حرمین شریفین قلم الفقراء ملک محمد الدین صاحب اعوان مدیر جریدۂ صوفی اچھی سے اچھی دعاؤں کے مستحق ہیں جنہوں نے دینی اخلاص اور اولیاء عظام کی محبت میں ایسی کتابوں کی اشاعت اپنے ذمے لے لی ہے ان مساعی جمیلہ پر اللہ ان کے قلب کو نور محبت سے معمور فرمائے! آخر میں دعا ہے کہ خداوند قدوس کل مومنات کو عارفہ بصریہؒ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے! آمین +

مقام کراۓ پرسرائے ضلع پٹنہ
یکم اگست ۱۹۱۸ء

الراقمہ
والدہ وارثیہ خانون

یہ ارشاد پُر معنی تھا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے وہ ایک کامل نمونہ تھے اور ان کے اعمال صالح آفتاب رسالت ہی سے اکتساب نور وضیا کرتے تھے تو اس لئے اُنھیں یہ حق ضرور حاصل تھا کہ علیٰ رؤس الاشہاد پکار کر یہ فرماتے کہ "میں قرآن ناطق ہوں" +

خوارج اپنی کوتاہ فہمی سے سمجھتے تھے کہ یہ ایک معمولی انسان کی صدا ہے جو بظاہر ہماری طرح آدمی ہے۔ ان کور باطنوں کو کیا خبر تھی کہ حقیقتاً وہ کچھ اور چیز تھے۔ کیا معمولی پتھروں میں لعل وجواہر کے ٹکڑے نہیں ملتے؟ حضرت ابوذرؓ اور حضرت سلمانؓ فارسی کے حقیقت شناس جانتے تھے کہ یہ ہماری طرح انسان کی آواز نہیں بلکہ فرقان مجید کی آوازِ روحانی ہے اس لئے یقیناً منزل القرآن کی صدا ہے +

کنت سمعہ الذی یسمع بہ	خدا فرماتا ہے "میں اس کی سماعت ہوں جس سے
ولسانہ الذی یتکلم بہ '	وہ سنتا ہے میں اس کی زبان ہوں جس سے وہ
(بخاری)	بولتا ہے'

مُبارک ہیں وہ وجود جو خدا کی محبت میں سرشار ہو کر لا یعقل اور مجنوں بن گئے یقین کرو کہ ان کی دیوانگی تمہارے خرد وہوش پر ہنستی ہے۔ تم دنیا کے خزانۂ عامرہ کو اکٹھا کر کے وہ غیر فانی لذت وہ جاودانی عیش وہ روحانی نشاط وہ سرور وانبساط ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں حاصل کر سکتے جو وہ اپنا سب کچھ کھو کر یا دوسرے الفاظ میں یہ کھو کہ ارادوں اور تمناؤں کو محبت الٰہی کی قربان گاہ میں تصدق کر کے اکثر اوقات دار ورسن کے نیچے کھڑے ہو کر حاصل کیا کرتے ہیں۔ تم میں ایک وجود ایسا نہیں جو ہفت اقلیم کا تاجدار بن کر بھی اس روحانی لذت کو پا سکے +

اے ہماری ماؤں بہنو اور بیٹیو! تم اپنی زندگی کو محترم اور پُر شرف بنانا چاہتی ہو تو جذبۂ محبت اور سودائے عشق سے دل ودماغ کو وارفتہ بناؤ تا کہ

اور امیر بصرہ کو پیام نبوی کہہ سُنایا اس سے امیر کو کمال خوشی ہوئی اور وجدانی کیفیت اس پر طاری ہوگئی اس لئے کہ درود شریف کی مزاولت حضرت رسول اللہ صلعم کے دربار میں قبول کی گئی۔ اس پر امیر نے فرطِ خوشی سے دس ہزار درم مسکینوں میں تقسیم کرایا اور ایکبار قاصد کی خدمت میں چار سو دینار پیش کئے۔ اور عرض کی کہ جب کوئی حاجت آن پڑے تو آگاہ فرما دیا کرو تاکہ اپنی خوش قسمتی پر ناز کروں کہ مجھ سے قاصد رسول عربی صلعم کی کچھ خدمت ہو سکی۔ اور زندگی کی اعلیٰ ترین غایت میرے لئے یہی ہے +

انتقال والدین اور آپ کا چند درم میں فروخت ہونا

حضرت رابعہؒ جب ایام طفولیت کے زینہ کو طے فرما چکیں تو ان کے والدین نے قضا کی اور شہر بصرہ میں سخت قحط سالی ہوئی آپ کی بہنیں بھی متفرق ہوگئیں۔ آپ بھی کسی سمت کو جا رہی تھیں کہ کسی نے پکڑ کر چند درم میں مثل خادمہ کے فروخت کر ڈالا +

طاعتِ الٰہی اور دنیا وی پابندی سے آزادی

حضرت رابعہؒ بوجہ فضیلت ظاہری و باطنی کے اُم الخیر بھی کہی جاتی تھیں چنانچہ آپ اکثر رات کو مکان کی سنسان چھت پر جاتیں جس وقت دنیا کے لوگ غفلت کی متوالی نیند میں سوتے رہتے ہیں اور کہتیں "اے خدا! اس وقت طالب اپنے مقصد کو پاتا ہے مگر میں تن تنہا تیرے ساتھ ہوں" کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حسب معمول آپ عبادت الٰہی میں مشغول تھیں اسی درمیان میں ان کا مالک بیدار ہوا کیا دیکھتا ہے کہ آپ مناجات میں بایں الفاظ مستغرق ہیں۔ "اے خدا۔ دل کا حال تجھ پر خوب روشن ہے کہ میری دلی تمنا صرف یہی ہے کہ تیری دائمی فرمانبرداری میں یہ مستعار زندگی بسر ہو اور تیری اطاعت سے ہرگز متوحش نہ ہوں چونکہ میں ایک مخلوق کی کنیز بنا دی گئی ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام۔ ولادت اور بشارت نبوی ﷺ

حضرت رابعہؒ کے والد کا نام اسمٰعیل تھا۔ آپ بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ قبیلہ عادی میں ولادت ہوئی۔ آپ چونکہ اپنے والدین کی چوتھی بیٹی تھیں اس لئے رابعہ نام رکھا گیا۔ حضرت رابعہؒ کے والد ایک نہایت غریب شخص تھے۔ عسرت میں ان کی زندگی بسر ہوتی تھی۔ جس شب کو حضرت رابعہؒ کی ولادت ہوئی کہا جاتا ہے کہ ایسی عسرت تھی کہ پھٹے پرانے کپڑے بھی میسر نہ تھے کہ جس سے مبارک لڑکی ملبوس کی جاتی۔ نہ گھر میں روشنی کرنے کو چراغ تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ محترمہ نے آپ کے درویش صفت والد سے عرض کی کہ کسی پڑوسی سے کچھ مانگ کر لے آؤ تاکہ اس وقت ضرورت رفع ہو۔ آپ نے چونکہ پہلے ہی سے ٹھان لیا تھا کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں گا۔ اس لئے آپ ہمسایوں کے دروازوں پر جا کر واپس آتے اور کہا سب کے دروازے بند ہیں اور اپنی مجبوری پر افسوس کرتے ہوئے سو گئے فوراً ہی خواب میں نبی کریم (صلعم) کی زیارت نصیب ہوئی اور آنحضرتؐ نے فرمایا کہ غم نہ کرو یہ لڑکی خدا کی مقبولہ اور برگزیدہ ہے اور ارشاد ہوا کہ امیر بصرہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہدو کہ وہ روزانہ سو بار اور شب کو چار سو بار درود بھیجنے کی مزاولت کرتا تھا مگر گذشتہ جمعہ کو کیوں اسے عیسیٰ بھول گیا لہٰذا اس کے عوض چار سو دینار کفارہ اس متوکل قاصد کو دیدے۔ آپ نے بسر وچشم اس حکم کی تعمیل کی۔ اور دربار امیر میں پہنچے۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است　　افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

ہر روز بوسہ ہا زنم ایں دست خویش را　　گو دامنت گرفتہ بسوئم کشیدہ است

سال بھر تک اسی طرح سے فیض جاری رہا۔ کہ جو شخص ایک شب آپ کے پاس ہا وہ پھر نہ آیا۔ نائکہ نے خیال کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ جو شخص ایک دفعہ آتا ہے دوبارہ صورت نہیں دکھاتا۔ اس کے حسن و جمال ناز و ادا اور خوبصورتی سیرت میں کسی طرح کی کسر نہیں۔ لیکن ع

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ایک رات پوشیدہ ہو کر نائکہ نے تمام کیفیت دیکھ لی۔ صبح کو ان کے قدموں پر گر پڑی اور عرض کی کہ میرا قصور معاف کرو مجھ کو حال معلوم نہ تھا۔ آپ نے [illegible] آپ کو آزاد کیا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا۔ کہ ارے احمق تو نے مجھ کو کیا آزاد کیا فیض برباد کیا۔ خیر مرضی خدا یہیں تک تھی"۔

ایک دفعہ حضرت مخدومہ کہیں جا رہی تھیں کہ ایک نامحرم سامنے آ گیا آپ بھاگ کر پردہ کرنا چاہتی تھیں کہ گر پڑیں اور آپ کا ہاتھ ٹوٹ گیا آپ نے سربسجود ہو کر کہا خدایا! میں غریب یتیم بیکس اور دست شکستہ ہوں گی مجھے باوجود ان مصائب کے کچھ بھی حزن و افسردگی نہیں ہے البتہ تیری رضا کی [illegible] ہوں فوراً الہام ہوا کہ غم نہ کرو کل بروز قیامت تمہارا وہ رتبہ ہو گا کہ آسمانوں کے ملائکہ اور [illegible] فرشتے تم پر فخر کریں گے۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رءوف بالعباد (اور اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں) جو اپنی جان کو فروخت کرتے ہیں تاکہ اللہ کی رضا حاصل کریں)۔

اس لئے تیری روح افزا حضوری میں دیر سے آتی ہوں۔ اے مولا! مجھے کچھ بھی حسرت نہیں ہے صرف تیری رضا[1] کی خواستگار ہوں۔ خواجہ نے جب آپ کو اس حالت میں پایا تو ان مؤثر الفاظ سے بیچین ہوگیا اور دوسرے دن صبح کو ان کے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ کی برگزیدگی نے میرے قلب پر خاص اثر ڈالا ہے اس لئے آپ سے خدمت لینی درست نہیں اب آپ آزاد ہیں بلکہ آپ یہاں قیام فرمائیں گی تو ہم لوگ اپنی سعادت سمجھکر آپ کی خدمت کریں گے۔ حضرت رابعہؒ نے آزادانہ زندگی بسر کرنی بہتر سمجھی اور خواجہ سے وداع ہوگئیں۔ اور بعد ازاں اپنی اوقات کو حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی خدمت بابرکت میں صرف فرمانے لگیں۔

تذکرہ غوثیہ میں مولینا غیاث علی شاہ صاحب قلندر رحمۃ اللہ علیہ پانی پتی کی بانی حضرت رابعہ بصریؒ کے غلامی کے قصہ کو اس طرح روایت کیا گیا ہے:۔

"حضرت رابعہ بصریؒ کو کسی شخص نے رنڈی کے ہاتھ فروخت کردیا۔ چونکہ آپ نہایت حسینہ وجمیلہ تھیں اس لئے زیور ولباس سے حسن خداداد کو جلا دیکر ان کو بالاخانہ پر بٹھادیا مشتاقوں کا ہجوم ہونے لگا۔ مگر بوقت شب جس شخص کو نائکہ ان کے پاس بھیجتی اُس سے کہتیں کہ اوّل وضو کرکے دوگانہ پڑھلو جب دوگانہ پڑھا اور حضرت رابعہؒ نے ہمتِ باطنی مبذول کی پھر تو اُس شخص کی آنکھیں کھل جاتی تھیں اور صبح کو چُپ چاپ چلا جاتا تھا۔"

[1] رضا ارباب تصوف کی اصطلاح میں قضائے الٰہی سے بندے کو جو کچھ پہنچے اُس پر مسرور رہونیکا نام ہے حقیقت یہ ہے کہ رضا محبت کا نتیجہ ہے کیونکہ محب اس پر راضی رہتا ہے جو محبوب کرتا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر دعا میں کہا ہے اسالک الرضا بعد القضاء" اے اللہ میں تجھ سے چاہتا ہوں کہ قضا آ چکنے کے بعد تو مجھے راضی رکھ!

([illegible])

ہمتِ زن رامبیں انصاف دہ   ایں چنیں زن از ہزاراں مرد بہ

توکل و قناعت

حضرت رابعہؒ کے معتقدین بعض دولتمند لوگ بھی تھے مگر ہمیشہ لاپرواہی سے رہتی تھیں۔ دنیا سے بے لوثی اور بے نیازی تو گویا آپ کی گھٹی میں پڑی تھی ایک دفعہ بہت میلا کچیلا کپڑا آپ پہنے ہوئے تھیں حاضرین میں سے کسی نے عرض کی کہ حکم ہو تو نیا کپڑا پیش کیا جاوے آپ نے جواب دیا کہ ہر حال میں قناعت کرنی چاہئے ۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت رابعہؒ کے یہاں مہمان آتے اس وقت صرف دو روٹیاں موجود تھیں اتفاقاً اس وقت ایک سائل نے سوال کیا اور آپ نے دونوں روٹیاں اُسے دیدیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک بیگم کی خادمہ نے اٹھارہ روٹیاں لاکر آپ کی خدمت میں نذر کیں۔ مگر یہ کہکر آپ نے واپس کردیں کہ شاید تمہاری مخدومہ نے مجھے نہیں بھیجیں۔ خادمہ پھر بیس روٹیاں لائی تب آپ نے نذر قبول فرمائی مہمانوں کو یہ دیکھکر حیرت ہوئی اور وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا میں نے خدا کے اس فرمان یعنی ایک کے بدلے دس گنا دیتا ہے پر بھروسہ کرکے اُسی کی راہ میں سائل کو روٹیاں دیدیں۔ کیونکہ دو روٹیاں آپ لوگوں کیلئے کافی نہ تھیں چونکہ میں جانتی تھی کہ آپ حضرات بھوکے ہیں اس لئے اس فرمان کے مطابق جب تک بیس روٹیاں پوری نہ ہولیں میں نے ان کو واپس کردیا ۔

حضرت مالک دینار راوی ہیں کہ وہ حضرت رابعہؒ سے ایک دن ملنے گئے دیکھتے ہیں کہ پھٹا پرانا بوریہ کا بستر ہے۔ سرہانے اینٹ سے تکیہ کا مصرف لیتی ہیں اور ایک مٹی کا ٹوٹا ہوا بدھنا ہے جس سے وضو کرتیں اور پانی پیتی ہیں۔ حضرت مالک نے اجازت چاہی تاکہ معقول انتظام ان چیزوں کا کرادیویں۔ مگر آپ نے ارشاد فرمایا کیا وہ دولتمند

ریاضت اور آہ و بکا

خداوالوں کی زندگی کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے خدا کی محبت حاصل کرنے کو طرح طرح کی ریاضتیں کی ہیں۔کسی نے دنیا کی فانی حکومت پر لات ماردی۔کسی نے جنگل اور پہاڑوں کے گپھوں کو اپنا مسکن بنایا حضرت رابعہؒ کی مقدس زندگی بھی اس سے مستثنیٰ نہ تھی۔آپ رات دن میں ہزار رکعتیں نماز نوافل پڑھتیں۔سات سات دنوں تک آپ صرف پانی سے روزہ افطار کرتی تھیں۔الغرض آپ نے کبھی سخت سے سخت مجاہدہ کیا اس کا بالتفصیل بیان اس چھوٹے سے رسالہ میں طوالت سے خالی نہیں ؁

آپ کا زیادہ وقت گریہ وزاری میں گذرتا کسی نے پوچھا کہ بظاہر آپ کو کسی قسم کی بیماری نہیں پھر یہ آہ و بکا کیسا؟ آپ نے جواب دیا کہ میرے باطن کی تجھے کیا خبر مجھے ایسی اندرونی بیماری ہے جس کا علاج حکیم و طبیب سے ممکن نہیں بلکہ اس کی دوا صرف محبوبِ حقیقی ہی کے پاس ہے حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کا یہ شعر یہیں پر صادق آتا ہے ؎

از سر بالینِ من برخیز اے نادان طبیب

دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست

ایک دفعہ کوئی بزرگ حضرت رابعہؒ کی خدمت میں نکاح کی غرض سے تشریف لائے آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو صحیح ہے کہ طالبِ دنیا مخنث ہے اور طالب عقبیٰ مونث اور طالب مولا مذکر۔ اگر تم طالبِ دنیا ہو تو تم مخنث ہو مونث اور مخنث سے نکاح جائز نہیں۔اگر تم طالبِ عقبیٰ ہو تو تم بھی مونث ہو میں بھی مونث ہوں عورت کا نکاح عورت سے نہیں ہو سکتا اگر تم طالبِ حق ہو تو تم بھی مذکر اور میں بھی بوجہ طلب شوق اور عشق حق مذکر ہوں۔مرد کا نکاح مرد سے ناممکن ہے وہ یہ جواب سن کر چلا گیا ؁

کعبہ کو نہ پایا تو آپ کو یہ خدشہ ہوا کہ شاید میری آنکھوں میں کسی قسم کا خلل واقع آگیا ہے آپ ملہم ہوتے کہ تمہاری نگاہ میں نقص نہیں بلکہ کعبہ میری محبہ کے استقبال کو گیا ہوا ہے جو کہ یہاں آ رہی ہے۔ حضرت ابراہیم کو اس واقفیت پر حیرت ہوئی۔ حضرت رابعہؒ کے شرف نیاز سے مشرف ہونے کیلئے چلے۔ اثناء راہ میں دیکھتے ہیں ایک ضعیفہ عشق کے خمار سے مخمور دنیا اور عقبیٰ سے آزاد اور ہستی خدا میں کھوتی ہوئی آ رہی ہے اور کعبہ اپنی جگہ پر قائم ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا اے مریم صفت رابعہ تم نے عالم میں کیا شور مچا رکھا ہے۔ آپ نے جواب میں یہ کہا کہ تم نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا کہ ہر قدم پر نماز ادا کرتے ہوتے آتے ہو۔ تم نے اپنی منزلوں کو نماز کے زور پر طے کیا ہے اور میں عجز و نیاز کے ساتھ بغرض لقائے محبوب پہنچی ہوں ؎

نیست اکسیری بعالم بہتر از افتادگی — قطرۂ ناچیز گردد گوہر از افتادگی
رتبۂ افتادگی ایں بس کہ شاہاں جا دہند — سایۂ بال ہمارا بر سر افتادگی

کعبہ کا حضرت رابعہؒ کے استقبال کو جانا خلاف عقل تو ضرور معلوم ہوتا ہے مگر جن نفوس میں مذہبی احساس اور قدرت الٰہی کے اطوار ودیعت کئے گئے ہیں ان کیلئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اس لئے کہ وہ لوگ اسے خوب سمجھتے ہیں کہ انسان کی محدود عقل ہر ایک راز کو نہیں سمجھ سکتی۔ جن لوگوں نے اپنی تمناؤں اور خواہشوں کو رضائے الٰہی میں گم کر دیا ہے۔ اپنی ہستی غیر فانی زیست کے سپرد کر دی اور قوت ارادی محبت الٰہی میں سلب کر دی ہو ان میں ایسی غیر معمولی آسمانی کشش ظاہر ہونے لگتی ہے کہ تمام کائنات ان کے قبضہ و قدرت میں ہو جاتی ہیں ان کا ہر ایک فعل فعل الٰہی ہوتا ہے جیسا کہ کلام ربانی شاہد ہے وما تشاؤن الا ان یشاء ربّ العالمین (وہ لوگ کچھ نہیں چاہتے مگر چاہتے ہیں جو اللہ چاہتا ہے جو کہ تمام عالم کا رب ہے)۔

ایک صوفی سے کسی نے پوچھا کہ کیسی گذرتی ہے بولے کہ آسمان میری ہی مرضی پر حرکت

گروہ کا خدا ہے تو غریبوں کا نہیں؟ وہی ہر شخص کو اپنی مرضی کے مطابق دیتا ہے اور سب کے اندرونی حالات سے واقف ہے۔ میں خدا کی مرضی پر شاکر ہوں۔ حضرت بشر حافی فرماتے ہیں کہ درویشوں کے تین درجے ہیں ایک اس درجے کے فقیر ہیں کہ نہ خود مانگیں نہ دینے سے لیں یہ فقیر اعلیٰ علیین میں روحانیوں کے ساتھ ہوں گے۔ دوسرے اس درجے کے فقیر ہیں کہ خود نہ مانگیں اگر کوئی دے تو لے لیں یہ فقیر مقربین کے ساتھ ہوں گے تو [illegible] والے ہیں کہ مانگیں مگر بضرورت مانگیں یہ فقیر اصحاب الیمین سے ہوں گے۔

حج اور کعبہ کا حضرت رابعہؓ کے استقبال کو جانا

آپ نے کئی [illegible] اوّل بار مکہ معظمہ کے قریب پہنچنے پر باچشم پُرآب یوں کہا [illegible] دل [illegible] اور غم سے بھرا ہوا ہے اور بار بار خیال ہوتا ہے کہ کدھر جا رہی [illegible] ہوں اور کعبہ پتھر کا ہے میں تو صرف تیرے مشاہدے کی شیدائی ہوں۔ غیب سے الہام ہوا کہ اے رابعہ کیا تجھے موسیٰ کا واقعہ یاد نہیں کہ کوہ طور پر خدا کے انوار کی [illegible] جھلک پڑی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ تو تجھے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کی [illegible] آپ [illegible] دوبارہ جا رہی تھیں قریب پہنچنے پر کیا دیکھتی ہیں کہ کعبہ آپ کے استقبال کو آ رہا ہے آپ اس سے مخاطب ہو کر یوں گویا ہوتیں ہیں کہ [illegible] مجھے رب البیت چاہئے۔ میں کعبہ کے صرف مشاہدے سے خوش نہیں ہو سکتی [illegible] البتہ مسرور ہونگی ؎

حاجی عبث بطوف حرم سعی مے کنی
با تا شدن بصاحب ایں خانہ آشنا

روایت ہے کہ حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ چودہ سال کے عرصہ میں ہر قدم پہ دو رکعت نماز نفل پڑھتے ہوئے داخل مکہ معظمہ ہوتے۔ وہاں

مغلوب الحالی

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے جو سیّدہ رابعہؒ کے مرشد تھے فرمایا کہ کسی سے نکاح کر ڈالو۔ آپ نے کہا نکاح ایسے شخص کیلئے ضروری ہے جو کہ اپنی ہستی اور وجود رکھتا ہو اس لئے میں ذی اختیار نہیں ہوں بلکہ خدا کی مملوکہ ہوں اُس سے میرے متعلق گفتگو کرنی چاہیئے۔

ایک طالب نے عرض کی کہ کیا آپ ابلیس سے عداوت رکھتی ہیں؟ فرمایا خدا کی محبت سے فراغت کہاں کہ کسی سے موانست کروں یا کسی سے عداوت۔ ؎

شد است سینہ ظہوری پُر از محبت یار
برائے کینہ اغیار در دلم جا نیست

ایک بار خادمہ نے عرض کی کہ موسم بہار آگیا باہر تشریف فرما ہو کر صنعت کا مشاہدہ کیجئے۔ فرمایا حجرہ کے اندر چلی آ تا کہ تو صانع کا مشاہدہ کرے مجھے صانع کی حضوری سے ایک لمحہ بھی مہلت نہیں کہ صنعت کی جانب مائل ہوں۔ اللہ! اللہ! کیسی حضوری ہے آفتاب کی تابانی اور چاند کی چمک پیدا کرنے والی روشنی کے آگے چراغ ماند ہے محبت الٰہی کی مجذوبانہ حالت اپنی ہی ذات میں دیکھ رہی ہے۔ اپنی ذات سے علیحدہ کیا رکھا ہے اپنی محبت میں ... محو ہو جاتے ہیں آپ ... شمع کی تجلی سے نور ہی نور ہے اس عالم میں وہ تو کے پھیرے سے بے نیاز ہو کر ایک شیدائی ہے۔ حضرت امیر المومنین جناب علی علیہ السلام نے حضرت امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعلیم دی اَے فرزند! تیرا فکر تیرے لئے کافی ہے۔ تیرا درد اور تیری دوا تجھی میں ہے۔ کوئی چیز تجھ سے باہر نہیں تو ام الکتاب ہے گو تیرا جسم چھوٹا سا ہے مگر اس کے اندر بڑا عالم بسا ہے۔

کرتا ہے۔ ستارے میرے ہی کہنے کے مطابق چلتے ہیں۔ زمین میرے ہی حکم سے دانے اگاتی ہے۔ بادل میرے ہی اشاروں پہ برستے ہیں۔ سائل نے تعجب سے کہا یہ کیونکر؟ فرمایا کہ میری کوئی خواہش نہیں۔ ہاں جو کچھ وقوع میں (خدا کی طرف سے) آتا ہے وہی میری خواہش ہے۔ اسی لئے جو کچھ ہوتا ہے میری ہی خواہش کے موافق ہوتا ہے"۔

کیا واقعہ جنگ بدر جس میں خود رسول خدا صلعم بنفس نفیس شریک تھے ایمان والوں کی تشفی کیلئے کافی نہیں کہ جب کفاروں کی افواج نبی کریم صلعم کے مقابل میں سختی سے حملہ آور ہوئیں اور قریب تھا کہ اسلامی مجاہدین کو ہزیمت ہو اس پر آنحضرت نے چند کنکریاں کفاروں کی طرف پھینکدیں جن سے کفار پسپا ہو کر مغلوب ہو گئے چند کنکریوں سے جرار لشکروں کا مفتوح ہو جانا در حقیقت خدائی ارادہ سے تھا جیسا کہ قرآن مجید میں درج ہے "وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ" یعنے تم نے کنکریاں نہیں پھینکی تھیں بلکہ ان کو اللہ ہی نے پھینکا تھا۔ اسی طور پر کعبہ کا ظاہری یا روحانی طور سے استقبال کو جانا قدرت ربانی سے تھا اس لئے کوئی حیرت انگیز بات نہیں۔

تقویٰ

آپ کے یہاں کئی دنوں سے کھانا نہیں پکا تھا کئی دن کے بعد جب کچھ ملا تو خادمہ کھانا پکانے لگی۔ پیاز کی حاجت ہوئی اس نے اجازت چاہی کہ اگر حکم ہو تو کسی پڑوسی سے مانگ کر لے آؤں۔ آپ نے فرمایا کہ زمانہ ہوگیا کہ عہد کیا ہے کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں گی بلکہ خدا سے بھی نہیں مگر سوائے اس کی رضا کے۔ آپ گفتگو ہی فرما رہی تھیں کہ اس درمیان میں ایک پرندہ چند پیاز کی گٹھیاں اپنے چنگل میں لے آیا اور وہاں پر ڈالدیں حضرت مخدومہ نے ارشاد کیا کہ میں شیطان کے دام تزویر سے غافل نہیں ہوں اور پیاز کی گٹھیوں کو وہیں چھوڑدیا اور صرف روکھی روٹی تناول فرمائی۔

ان باتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ایک گروہ کو تونے زمین کے خزانے مرحمت کئے اور ایک گروہ کو تونے یہ کرامت عطا کی کہ وہ لوگ رات بھر میں بہت سی مسافت طے کر جاتے تھے وہ لوگ ان کراماتوں سے خوش ہوتے ہیں مگر میں ان سب باتوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ بعدہٗ پھر کر مجھ سے فرمایا۔اے یحییٰ! تم یہاں ہو۔ میں نے کہا ہاں سیّدی! فرمایا جو حال تجھ سے کہنے کے لائق ہے وہ کہتا ہوں۔حق تعالیٰ نے مجھے ملکوت اعلیٰ اور عرش و کرسی اور آسمانوں میں پھرایا اور ارشاد کیا کہ ان سب چیزوں سے جو تو چاہے طلب کر تاکہ تجھے میں عنایت کروں میں نے عرض کیا میں کچھ نہیں چاہتا ارشاد ہوا حق ہے تو میرا ہی خاص بندہ ہے" +

حضرت مریم بصریؒ

یہ عارف باللہ خاتون بھی بصرہ کی رہنے والی تھیں اور حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی خاص ارادتمندوں میں سے ہوئی ہیں۔آپ پر محبت الٰہی کی حالت ہر وقت طاری رہتی تھی اور آپ نہایت کم سخن تھیں۔ ایک دفعہ آپ قرآن مجید تلاوت فرما رہی تھیں جس وقت آیت کریمہ "وفی السماء رزقکم وما توعدون" پر پہنچیں تو وجد میں آکر کہا آج سے توبہ ہے اگر مریم رزق کی تلاش میں ایک قدم بھی چلے اس روز سے عبادت میں ہر وقت مصروف رہتیں اور روزہ پر روزہ رکھتیں اور جب کوئی کچھ پیش کر دیتا تو اس سے روزہ افطار فرماتی تھیں ایک دن عشق الٰہی کے چند اشعار مجلس سماع میں پڑھے جا رہے تھے آپ نے سنکر آہ و بکا کی اور واصل بحق ہو گئیں +

اقوال

کوشش کر کے دل کو بیدار کرو اور جب دل بیدار ہو گیا پھر محبوب کی طلب

ارباب صحبت

حضرت حسن بصری۔ حضرت شفیق بلخی۔ حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہم حضرت مخدومہ کے پاس آئے اور محبت و صداقت پر گفتگو ہونے لگی۔ حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں جو تکلیف پر صبر نہ کرے۔ حضرت شفیق نے کہا کہ وہ عشق کے راستہ کے قابل نہیں جو تکلیف پر شکر نہ کرے۔ حضرت مالک بولے کہ جو شخص دوست کی دی ہوئی تکلیف پر لذت نہ پاوے اس کا دعویٰ محبت صحیح نہیں۔ حضرت مخدومہ نے فرمایا جو شخص محبوب کے مشاہدے میں درد کو بھول نہ جاوے اُسے محبت کا دعویٰ کرنا روا نہیں +

حضرت سفیان ثوری اور حضرت عبدالواحد عامر حضرت رابعہ کی عیادت کو گئے آپ ان بزرگوں کی طرف مخاطب ہوئیں اور کہا کچھ کہو۔ حضرت سفیان نے کہا کہ کچھ دعا کیجئے تاکہ خدا آپ پر مرض کی تکلیف آسان کرے۔ حضرت سیدہ نے برجستہ جواب دیا کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ یہ بیماری محبوب کی طرف سے آئی ہے؟ ایسی حالت میں اس کے رفع ہونے کی درخواست کرنی مسلک رضا کے خلاف ہے ؎

درد از یار است و درمان نیز ہم ‏ ‏ ‏ ‏ دل فدائے او شد و جان نیز ہم

سچ ہے جو محبوب کی مرضی کے خلاف ارادہ تک نہیں کرتا اور نہ اپنے مقصد اعظم کے سوا کسی اور طرف مائل ہوتا ہے۔ یہاں پر ایک بزرگ کا واقعہ درج کیا جاتا ہے [illegible] حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضرت بایزید بسطامی نوراللہ مرقدہ کو دیکھا عشا کی نماز کے بعد صبح تک نہایت ادب کے ساتھ عبادت میں مشغول رہے اور یوں مناجات کی خدایا ایک گروہ نے تجھے طلب کیا تو نے ان کو کرامتیں عنایت فرمائیں کہ وہ لوگ پانی پر چلے اور ہوا پر اڑے

سے چھوٹی مچھلیاں پانی پر چلتی ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی مکھی ہوا میں اُڑتی ہے (آجکل ہمارے زمانہ میں بھی یورپ کی مادہ پرست قومیں پانی پر چلتی اور ہوا میں اُڑتی ہیں) +

(۶) بصرہ کے ایک ذی علم شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دنیا کی برائی بیان کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے تمہیں دنیا کی محبت نہیں چھوڑتی اگر تم میں دنیا کی محبت نہ ہوتی تو اس کثرت سے اس کا ذکر نہ کرتے جب دنیا سے بیزار ہو کر دل مستغنی اور لاپرواہ ہو گیا تو دنیا کی برائی اور بھلائی کا تذکرہ بھی ختم ہو جاتا ہے +

(۷) ایک دفعہ آپ علیل ہوئیں حاضرین نے سبب دریافت کیا فرمایا آج مجھے جنت کی خواہش ہوئی میرا محبوب مجھ پر ناراض ہوا کہ تو نے میرے سوا کسی اور چیز کی تمنا کیوں کی؟ اس علالت کا باعث صرف ناراضی محبوب ہے، اور کچھ نہیں +

(۸) ایک متلاشی حق نے آپ سے پوچھا کہ عبادت کا کیا حال ہے فرمایا رکعتان فی العشق لایصح وضوءھما الا بالدم یعنی عشق کے اندر صرف دو رکعتیں ہیں مگر ان کا وضو صحیح ہو نہیں سکتا جب تک کہ اپنے گرم گرم خون کے چلو سے منہ کو نہ دھو لو ؎

از ہستی خویش گر تو غافل نشوی

در مذہب اہل عشق کامل نشوی

(۹) ایک دفعہ آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ دنیا کیا ہے اور کن لوگوں کی جگہ ہے؟ فرمایا کہ دنیا مُردا ہے اور اس کا طالب کتا ہے دنیا کو منافق کے سوا کوئی نہیں طلب کرتا۔ دنیا منافقوں کا ماویٰ و ملجیٰ ہے +

(۱۰) کسی طالب نے عرض کی کہ جس کی آپ پرستش کرتی ہیں اس کا مشاہدہ کرتی ہیں کہ نہیں؟ ارشاد ہوا کہ اگر میں اس کے لقا سے بہرہ ور نہ ہوتی تو ہرگز عبادت کے اندر حالت استغراق میں مشغول نہ رہتی +

باقی نہیں رہتی یعنی بیدار دل وہ ہے جو خدا کی محبت میں کھو دیا جائے اور جو اُس غیر فانی ذات میں کھو یا گیا وہی فانی فی اللہ ہے +

(۲) ایک شخص کو آپ نے دیکھا کہ پیشانی پر پٹی باندھے ہوتے ہے۔ آپ نے وجہ دریافت فرمائی معلوم ہوا کہ وہ درد سر میں مبتلا ہے۔ اُس سے پوچھا کہ تیری عمر کیا ہے اُس نے کہا تیس سال۔ پھر پوچھا تیس سال میں کبھی تجھے درد سر ہوا۔ اس نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اتنے عرصہ میں شکریہ کی پٹی نہ باندھی۔ ایک روز میں شکایت کی پٹی باندھتا ہے +

(۳) اگر راحت میں شاکر ہو تو تکلیف کے وقت بھی صبر و رضا سے کام لو +

(۴) کسی نے پوچھا آپ کہاں سے آئی ہیں؟ فرمایا عالم ارواح سے کہاں جائیں گی؟ فرمایا اُس عالم میں یعنے جہاں سے آئی ہوں وہیں واپس جا رہی ہوں۔ اس عالم میں کیا کرتی ہیں؟ فرمایا غم کرتی ہوں۔ آہ۔ دنیا غم ہی کی جگہ ہے۔ کیا روزمرہ کے تجربے نہیں بتا رہے ہیں کہ دنیا سے خوشی بہت ہی دور ہے۔ اگر ایک غریب اور فاقہ کش اپنے دکھ سے کڑھتا ہے تو قصر سلطانی میں بھی سُکھ اور اطمینان دل میسر نہیں۔ ایک بیکس کو بیکسی کا صدمہ ہے تو بادشاہ کو تمام ممالک کی ہوس پریشان کرتی ہے۔ اگر پروانے کو شمع کے لئے تڑپ ہے تو بلبل کو موسم بہار کے پھولوں کے لئے۔ اگر دنیا داروں کے دل و دماغ میں ارمانوں اور تمناؤں کی آگ لگی ہوئی ہے تو با خدا کو اپنی حقیقت اور اصلی مرکز سے جُدا ہونے کا رونا ہے۔ خوش ہیں وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مر مٹے چکے ان کا مبارک غم بھی ابدی مسرت کا دروازہ ہے۔ دارین میں بشارت الٰہی ہی پاک ہستیوں کے لئے ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم و لا یحزنون لہم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا و الاخرۃ ٥

(۵) پانی پر چلنا اور ہوا میں اُڑنا بزرگی اور خدائی قربت کی دلیل نہیں چھوٹی

اس کو راہ بتانے والا کوئی نہیں)۔

عبداللہ۔ (دل میں سمجھے کہ راہ بھول گئی ہیں اور) کہا کہاں جاتی ہو؟

رابعہ بصری۔ سُبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصےٰ (پاک ہے وہ اللہ جو لے گیا اپنے بندے کو مسجد حرام (کعبہ شریف) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کی طرف)۔

عبداللہ (سمجھے حج سے فراغت کر کے بیت المقدس جاتی ہیں اور) پوچھا کب سے تم اس مقام پر پڑی ہو؟

رابعہ بصری۔ ثلاث لیالٍ سَوِیًّا (تین راتیں پوری یعنی تین دن سے۔

عبداللہ۔ تمہارے پاس کھانے کو تو ہے نہیں۔ آخر تم نے بسر کیونکر کی؟

رابعہ بصری۔ ھو یطعمنی ویسقین (وہی مجھے کھلاتا اور وہی مجھے پلاتا ہے)۔

عبداللہ۔ تم وضو کس چیز سے کرتی تھیں؟

رابعہ بصری۔ فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیبًا (اور اگر نہ پاؤ تم پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے)۔

عبداللہ۔ میرے پاس کھانا ہے کھاؤ گی؟

رابعہ بصری۔ ثم اتموا الصیام الی اللیل (پھر تمام کرو تم روزہ کو رات تک)۔

عبداللہ۔ یہ رمضان کا مہینہ تو نہیں ہے؟

رابعہ بصری۔ فمن تطوع خیراً فان اللہ شاکرٌ علیم (اور جو بطور نفل نیک کام کرے تو اللہ تعالیٰ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے)۔

عبداللہ۔ لیکن سفر میں تو روزہ رکھنا مباح ہے؟

رابعہ بصری۔ وان تصوموا خیرلکم ان کنتم تعلمون (اور اگر روزہ رکھو تم تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو)۔

(۱۱) حضرت صالح سری قدس سرہٗ اکثر ارشاد کرتے کہ جو کوئی کسی کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے ایک نہ ایک وقت ضرور کھلے گا۔ عارفہ بصریہ نے ایک موقعہ پر سنکر فرمایا کہ اُس کے حریم محبت کا دروازہ ہمیشہ سے بے حجاب ہے اس کے کاشانہ وصال کے باب عشق نواز پر کوئی پاسباں نہیں وہ تو ہر لحظہ اپنے مخلص طالبین کا منتظر ہے مگر رونا ہے تو اس کا کہ تمہارے پاس مہمان عزیز کیلئے ایوان ہی نہیں جو اس کے قدم محبت کا مکیں بن سکے۔

قرآنی بول چال

حضرت رابعہ بصریؒ ایک بڑی ممتاز اور عارفہ گذری ہیں۔ نہایت ذی علم تھیں، ان کی بابت مشہور ہے کہ انہوں نے درجۂ کمال پانے کے بعد پھر کوئی کلمہ اپنی زبان سے بجز آیات قرآنی نہ نکالا۔ بوقت ضرورت ہر سوال کے جواب میں آیاتِ قرآنی پڑھتی تھیں اور لوگ اشارتاً سمجھ جاتے تھے۔ چونکہ باکمال تھیں۔ اس لئے مناسب موقع تلاش کر لیتی تھیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ وہ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جاتے ہوتے راہ میں رابعہ بصریؒ سے ملے آپ میدان میں تنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ اِس وقت جو گفتگو ہوئی وہ نہایت دلچسپ اور عجیب و غریب تھی جو ناظرین کے فائدے کیلئے ذیل میں درج ہے:۔

عبداللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

رابعہ بصری۔ سلام قولاً من رب رحیم (سلام قول ہے پروردگار مہربان کی جانب سے)۔

عبداللہ۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ یہاں کیا کر رہی ہو؟

رابعہ بصری۔ ومن یضلل اللہ فلا ھادی لہ (جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے

عبداللہ نے کہا اچھا ذرا ٹھیر جاؤ میں اپنی اونٹنی کو باندھ دوں جب تم سوار ہونا۔

رابعہ بصری۔ ففہمنا سلیمان (پس سمجھایا ہم نے سلیمان کو)۔

عبداللہ نے اونٹنی کو باندھ کر کہا۔ اب سوار ہو جاؤ۔

رابعہ بصری رابعہ بصری سوار ہوئیں اور اونٹنی کی پیٹھ پر بیٹھ کر کہا سبحٰن الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الیٰ ربنا لمنقلبون (پاک ہے وہ اللہ جس نے اس کو ہمارا مطیع کیا اور ہم اس کی صلاحیت نہ رکھتے تھے۔ اور البتہ ہم اپنے پروردگار کی طرف توجہ کرنے والے ہیں)۔

عبداللہ نے اپنی اونٹنی کی مہار اپنے ہاتھ میں لی۔ اور شور مچاتا ہوا چلا۔

رابعہ بصری۔ واقصد فی مشیک واغضض من صوتک (نرمی کرو اپنی چال میں اور پست کرو اپنی آواز کو)۔

عبداللہ یہ سن کر آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ اور چلانے کی جگہ دھیمی آواز سے بطور ترنم کچھ اشعار پڑھنے لگے۔

رابعہ بصری فاقرؤا ما تیسر من القرآن (پڑھو جس قدر توفیق ہو قرآن شریف سے)۔

عبداللہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے تم میں بہت سی نیکیاں پیدا کی ہیں۔

رابعہ بصری۔ وما یذکر الا اولوا الالباب (اور نہیں سمجھتے مگر صاحبان عقل)۔

عبداللہ نے تھوڑی دیر چلکر دریافت کیا کہ تمہارے شوہر بھی ہیں؟

رابعہ بصری۔ یاایھا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم (اے وہ لوگو جو ایمان لاتے ہو نہ سوال کرو اُن چیزوں سے اگر ظاہر ہو جائیں تو تم کو بُری معلوم ہوں)۔

عبداللہ نے ان کی قرآن خوانی سے تنگ آکر کہا جس طرح میں تم سے باتیں کرتا ہوں اسی طرح آزادی سے تم مجھ سے باتیں کیوں نہیں کرتیں؟

رابعہ بصری۔ مایلفظ من قول الالدیہ رقیب عتید (نہیں منہ سے نکلتی ہے کوئی بات مگر یہ کہ اُس پر ایک جاسوس متعین ہے)۔

عبداللہ نے پوچھا کہ تم کس قبیلے کی عورت ہو؟

رابعہ بصری۔ ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا (اور نہ واقف ہو تو اُس چیز سے جس کا تجھے علم نہیں ہے بیشک کان اور آنکھ اور دل سب سے بازپرس ہوگی)۔

عبداللہ نے کہا مجھ سے خطا ہوئی معاف کرو؟

رابعہ بصری۔ لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم (نہیں تم پر سرزنش آج اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کرے)۔

عبداللہ۔ میں اپنی اونٹنی پر بٹھا کے لے چلوں۔ چلوگی؟

رابعہ بصری۔ وما تفعلوا من یعلمہ اللہ (اور جو نیکی کا کام تم کرو۔ اللہ تعالےٰ اسے جانتا ہے)۔

عبداللہ نے اپنی اونٹنی بٹھائی۔ اور کہا۔ آؤ!

رابعہ بصری۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم (کہہ تو مومنین سے کہ اپنی آنکھیں بند کرلیں)۔

عبداللہ نے اپنی آنکھیں بند کیں اور کہا سوار ہو جاؤ!

رابعہ بصری نے جیسے سوار ہونے کا قصد کیا۔ اونٹنی بھڑکی اور ان کی چادر پھٹ گئی۔ اپنی چادر کو پھٹتے دیکھکر بولیں وما اصابکم من مصیبۃ فما کسبت ایدیکم (اور تم کو جو مصیبت پہنچی وہ خود تمہارے ہاتھوں سے ہے)۔

خرق عادات معیار ولایت نہیں۔ مگر خرق عادات کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ بزرگوں کی کرامات کے متعلق معتبر لوگوں کی ایسی شہادتیں موجود ہیں جنہیں عقل سلیم کو بغیر تسلیم کئے مفر نہیں۔ ریاضت شاقہ کے بعد ضرور ایسی قوت انسان میں پیدا ہو جاتی ہے جو انسانی فطرت کی عام سطح سے بالا اور بلند ہے ایک حد تک اوپر میں تصریح کر چکی ہوں کہ جن پاک نفوس نے اپنی قوت ارادی اور ہستی خدائے قدیر میں جذب کر دی ہو ان سے غیر معمولی واقعات کا ظہور میں آنا ناممکنات سے نہیں۔ اس لئے کہ جذبات کی حکومت ان پر نہیں رہتی ان کا ارادہ فنا ہو جاتا ہے ان کا ہر ایک قول و فعل نہ اپنے لئے بلکہ خدا کے لئے ہوتا ہے۔ غرض ان کے کل افعال خدا کی مرضی سے ظہور میں آتے ہیں۔ حدیث قدسی میں وارد ہے "خدا جس بندہ سے محبت کرتا ہے اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے جس سے وہ پکڑتا ہے اس کی زبان زبان حق ہو جاتی ہے جس سے وہ بولتا ہے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ خرق عادات خدا ہی کی مرضی کے

(بقیہ نوٹ) تسلیم کرنے میں ذرا بھی عذر نہیں۔ مولینا کے خیالات انہیں کے الفاظ میں درج کرتی ہوں "خوارق عادات کی بحث اس قدر دقیق غامض اور پیچیدہ ہے کہ کسی شخص سے بظاہر خارق عادت کا سرزد ہونا ہرگز اس کی کرامت اور ولایت پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ دقت مبحث اور غموض حقیقت کی وجہ سے یہ مسئلہ ہمیشہ ہی معرکۃ الآرا مسئلہ ہے جس کا نتیجہ بڑے بڑے عقلمندوں کے منکر خوارق یا منکر کرامت ہونے کی صورت میں ظاہر ہوا ہے اور اس سے کسی شخص کی ولایت ثابت کرنے کے لئے خارق عادت کے ظہور سے استدلال کرنا فضول ہے (۲) بڑے بڑے ارباب طریقت اور نیز امام صاحب نے اپنے مکتوبات میں تصریح فرمائی ہے کہ خوارق عادات کا معرض ظہور میں آنا کرامت ہے اور ولایت کی دلیل نہیں۔ خواجہ عبداللہ انصاری جو بہت بڑے بزرگ صوفی اور نیز حدیث کے حافظ تھے فرماتے ہیں "اگر بر آب روی خسے باشی و اگر بر ہوا پری مگسے باشی دل بدست آر تا کسے باشی"۔ اگر تو دریا پر بغیر کشتی کے چل سکتا تو تیری قدرت ایک خس سے بڑھ کر نہیں اور اگر تو ہوا میں بھی پرواز کر سکتا ہے تو ایک مکھی سے زیادہ عظمت تو نہیں حاصل کر سکتا دل کو قابو میں لا کہ تو آدمی بن جائے "دل کو قابو میں لانا" ایک پر معنی حقیقت ہے جس کی کسی قدر تفصیل احیاء العلوم کے کتاب القلب کے مضامین

ایک مُناجات

ایک موقع پر آپ نے خاص مُناجات کی جو کہ ذیل میں درج ہے۔ اس کے مزے سے وہی لوگ واقف ہو سکتے ہیں جو اہل دل ہیں:۔

"میرے حقیقی محبوب! اگر کل تو مجھے جہنّم میں بھیجے گا تو میں تیرا اسرار ظاہر کردوں گی اس پر جہنّم ہزار برس پناہ لے گی۔ جو کچھ تو نے دنیاوی حصہ میرے لئے رکھا ہے اپنے مخالفین کو دے۔ اور جو حصہ آخرت کا میرے لئے ہے وہ اپنے محبّوں کو دے۔ میرے دل کی عین خواہش اور آرزو ہے اگر میں تیری اطاعت دوزخ کے خوف سے کروں تو مجھے بڑے جہنّم میں ڈال دے اور اگر جنت کیلئے تیری پرستش کروں تو مجھکو جنت سے محروم رکھ اور اگر صرف تیری ہی واسطے تیرے احکام کی پیروی کروں تو اپنے جمال سے مسرور کر۔ مجھے تو صرف تیری ہی آرزو ہے آئندہ تو غیور محبوب ہے جو چاہے سو کر میں راضی برضا ہوں" ؎

تسبیح ملک را و صفا رضواں را — دوزخ بد را و بہشت مزیکاں را

دنیا جم را و قیصر خاقاں را — جاں ما را و جاں ما جاناں را

کرامات

میں کسی بزرگ کے تقدس اور برگزیدگی کیلئے کرامات ضروری نہیں سمجھتی۔ بلکہ بزرگ کے اعمال تعلیمات اور عادات سے باخدا ہونیکی دلیل پیش کیجا سکتی ہے۔ خود حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا ہے "پانی پر چلنا اور ہوا میں اُڑنا بزرگی اور قربت ربانی کی دلیل نہیں" یعنی کرامت[۱] و

---

[۱] اس عاجزہ کے خیالات کی تائید مولینا مولوی عبدالرحیم صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر وکیل امرتسر کی اس تحریر سے ہوتی ہے۔ جو انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی مختصر سوانحمری میں بعنوان "کرامات" نہ کرنے ہونیکی وجوہ" پر لکھی ہیں۔ تعلیمیافتہ طبقہ کے سامنے مولینا نے درحقیقت ایسی باتیں پیش کی ہیں۔ جسکو کہ سلجھے ہوئے دماغ کو

شانِ عظمت

کہاں سے نورانی الفاظ لاؤں جن سے آپ کی عظمت اور جلالت کا اظہار ہو۔ اے مریم صفت خاتون! الفاظ محدود ہیں اور تو غیر محدود ذات میں جذب ہے۔ تیری مدح زبان سے ممکن نہیں۔ تیری اعلیٰ صفات پر طبقہ نسوان کو جس قدر ناز ہو بیجا نہیں۔ صرف میری ہی قلم تیری مدح سرائی میں مجبور نہیں بلکہ فاضل سے فاضل کا قلم گنگ ہے۔ اے مخدومہ! تو ویسی ہی برگزیدہ اور مقبولہ ہے کہ حضرت حسن بصری ایسے باخدا بزرگ وعظ نہ فرماتے جب تک تو مجلس میں موجود نہ ہوتی۔ تو وہی الیلی شان رکھتی ہے کہ بڑے بڑے اولیاء اللہ تیری کیمیا اثر صحبت سے مستفید و مستفیض ہوتے تھے۔ حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم جیسے عارف حق تیری زیارت کو باعث فخر سمجھتے تھے۔ اے مظہرہ محبت سبحانی! تیری توجہ باطنی سے ہزارہا مردہ قلوب زندہ ہو چکے ہیں تیری نورانی زندگی کی روشنی چھن چھن کر تاریک دلوں کو منور

بقیہ نوٹ) ثبوت یہی ہے کہ اس کے علاج سے مریضوں کو شفا حاصل ہو اور تشخیص امراض کا طبی اصول کے مطابق بیان کر سکے۔ پھر آگے چل کر امام صاحب (حضرت غزالی) اس بحث کی تکمیل اس طرح فرماتے ہیں جس طرح حافظ قرآن ہونے اور لاٹھی کا سانپ بنانے میں کچھ بھی مناسبت نہیں اسی طرح ثبوت یا ولایت اور خارق عادات میں بھی لازم و ملزوم ہونیکا کوئی علاقہ نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جس وصف کا اثبات کسی شخص میں مطلوب ہو پہلے اس وصف کی حقیقت اور مفہوم کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے اور جب وہ مفہوم اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے اس وقت یہ معلوم کرنا دشوار نہیں کہ کون اس وصف سے بہرہ ور ہے۔ اور کس میں یہ وصف پایا نہیں جاتا پہلے طب کا مفہوم یاد کر لو اور پھر تمہیں خود بخود معلوم ہو سکتا ہے فلاں شخص طبیب ہے یا نہیں؟ یہ کچھ ضرور نہیں کہ جو شخص لاٹھی کو سانپ بنا سکتا ہے وہ حافظ قرآن اور طبیب بھی ہو (مسمریزم کے حیرت انگیز کرشموں نے آجکل اور بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالدی ہے) اسی طرح نبوت یا ولایت کا صحیح مفہوم معلوم کرنیکی کوشش کرو اور تمہیں فوراً معلوم ہو جائیگا کہ کون نبی یا

تحت میں ظاہر ہوتے ہیں یہ دوسری بات ہے کہ صرف غیر معمولی واقعات سے ولایت کا استدلال نہیں کیا جاسکتا حضرت رابعہ بصریؒ کی طرف بھی بہت سی کرامتیں منسوب ہیں ایک دو کا بیان عام دلچسپی کے خیال سے بے محل نہ سمجھا جاوے گا۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ حج کے لئے روانہ ہوئیں اور اپنا اسباب گدھے پر لاد رکھا تھا اثنا راہ میں گدھا مر گیا جس قافلہ کے ساتھ آپ جا رہی تھیں قافلہ والوں نے اصرار کیا کہ وہ سب آپکا اسباب ساتھ لے چلیں مگر آپ نے قبول نہ فرمایا اور قافلہ روانہ ہو گیا آپ تنہا رہ گئیں اور عرض کی اے خدا! میں تیرے گھر کی راہ میں جا رہی ہوں اور تو نے عاجز اور غریب عورت کا گدھا مار ڈالا اور بیابان میں مجھے اکیلا چھوڑ دیا۔ اثنا مناجات میں وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ آپ اسباب لاد کر بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئیں ۔

بقیہ نوٹ ۲ دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے اور یہ وجہ ہے کہ سعدی علیہ الرحمۃ اپنی تصانیف میں عارفانِ طریقت کو صاحبدل کے لفظ سے تعبیر فرماتے ہیں۔ امام صاحب نے مکتوبات شریف میں کئی موقعوں پر نہایت زور کے ساتھ اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر لکھتے ہیں "حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو بالاجماع انبیاء کے بعد سب لوگوں سے افضل ہیں اور اولیاء امت سے کہیں بڑھ کر مرتبہ رکھتے ہیں ان سے بہت کم خارق عادات منقول ہیں تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جن اولیاء سے بکثرت خرق عادات سے ہونا منقول ہے وہ صدیق اکبر سے افضل ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں اصل بات یہ ہے کہ خارق عادات کا ظہور ثبوت ولایت یا افضلیت کا معیار نہیں (۳) حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مشہور محققانہ رسائل القسطاس المستقیم میں ایک نہایت واضح مثال بیان کر کے اس دقیق مسئلہ کو اس طرح حل فرمایا ہے "ایک شخص دعوی کرتا ہے کہ میں حافظ قرآن ہوں اس کے ثبوت میں وہ یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ لاٹھی کو سانپ بنا تا ہوں۔ چنانچہ وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے یہ عجیب و غریب فعل دکھاتا ہے لیکن دوسرا ایک شخص ہے جو اس قسم کا کوئی کرشمہ نہیں دکھا سکتا اور نہ ایسے کرشموں کے دکھانے کا مدعی ہے وہ اپنے حافظ قرآن ہونیکا جو زیادہ اعتبار ہوگا اور کس شخص کو تم سچے دل سے حافظ کہو گے۔ اسی طرح سے طبیب ہونیکا سب سے زیادہ

اور ان کی مذمت کی ہے بلکہ کل اہل اللہ کا یہی دستور العمل رہا ہے ؎

نہ تنہا من دریں مۓ خانہ مستم — جنید و شبلی و عطار شد مست

جن مؤثر الفاظ میں انبیاء اور اولیاء علیہم السلام نے دنیا کی بے ثباتی ظاہر فرمائی ہے اُن اقوال کے کچھ اقتباسات ذیل میں درج ہیں چنانچہ حضرت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "حق تعالیٰ نے ایسی کوئی چیز پیدا نہیں کی جو اس کے نزدیک دنیا سے زیادہ دشمن ہو جب سے دنیا کو پیدا کیا اس کی طرف دیکھا بھی نہیں دنیا اُجڑوں کا گھر مفلسوں کا مال ہے اسے وہ شخص جمع کرتا ہے جسے عقل نہ ہو اس کی طلب میں وہ شخص عداوت کرتا ہے جو بے علم ہو اُس پر وہ حسد کرتا ہے جو بیوقوف ہو اُسے طلب وہ کرتا ہے جو بے یقین ہو" +

"میں نے تمہارے سامنے دنیا کو خاک میں ملا دیا تم اس کو پھر نہ لو کیونکہ دنیا کی ایک نجاست یہ ہے کہ اُسی میں خدا کا گناہ ہوتا ہے اور ایک پلیدی یہ ہے کہ جبتک کوئی اسے ترک نہ کرے آخرت نہیں ملتی۔ دنیا کی محبت اور خواہش سب گناہوں کی سردار ہے اور اس کا ثمرہ رنج شدید ہے" + "دین کی سلامتی کے لئے تھوڑی سی دنیا پر قناعت کرو" +

حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک عابد نے کہا کہ خدا نے آپ کو بڑی سلطنت عطا فرمائی آپ نے جواب دیا مسلمان کے نامۂ اعمال میں ایک تسبیح اس سلطنت سے بہتر ہے جو مجھے عنایت ہوئی اس واسطے وہ تسبیح (یعنی ذکر خدا) باقی رہے گی اور یہ سلطنت نہ رہے گی ؏

کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

بقیہ نوٹ (تمہاری نبوت کا زبردست ثبوت نہیں) نبوت کے مفہوم پر غور کریں اور انبیاء کی طرز تعلیم پیش نظر رکھیں خود فیصلہ کریں کہ قرآن کی معنی خیز اور مؤثر تعلیم ایک کذاب مفتری کے منہ سے صادر ہونا ممکن نہیں ہے؟ آپ (حضرت مجدد علیہ الرحمۃ) کی تصنیفات اور آپ کی تعلیمات کو اگر غور و امعان سے مطالعہ کیا جائے تو یہ ایک مبصر کی نقاد نظروں میں آپکی ولایت اور ہادی طریق ہونیکا سب سے زیادہ زبردست ثبوت ہے ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب — گر دلیلے بایدازوے رومتاب

منور کر چکی ہے۔ اے شمع بزم عارفیں! ہزار ہا دن و رات گذر گئے۔ آسمان و زمین کچھ کے کچھ ہو گئے۔ سلطنتیں زیر و زبر ہو گئیں۔ مذاہب اور ادیان میں اختلاف عظیم ہو گیا۔ مگر تیری پاک روشنی میں وہی کشش ہے کہ پروانوں کی صدہا ٹولیاں اب بھی کشتۂ جاوید ہو رہی ہیں۔ اے مواحدانہ تعلیم کی تصویر! تیری غیر فانی عظمت کو ایک عظیم الشان طبقہ بنی نوع انسان نے مانا ہے۔ تیری صدائے عرفان آج بھی مشرق سے مغرب تک گونج رہی ہے اگر تیری پریمی لَے حضرت عطار کی کتاب میں بسی ہے تو مغربی تالیفات و تصنیفات میں جاری و ساری ہو کر تاباں ہے۔ اے گلستان تصوّف کی غیر فانی گل! تیری بھینی بھینی لا یزالی خوشبو نے اقلیم قلوب کو اس بے ثبات دنیا کے جھگڑے اور کثرت غیریت کے بکھیڑے سے بے نیاز بنا کر ربانی محبت میں بیخود اور وارفتہ بنا دیا۔ اُس چمنستان لاہوتی کے لہلہاتے ہوئے سبزہ زاروں کو روح ڈھونڈھتی ہے۔ دل شیدائی ہے اے خدا کی مقبولہ! آ آ اور مردہ روحوں کو پیام الست سُنا تاکہ تیری عملی زندگی پر قدم بقدم چلیں کیا ہمیں تیری پُر حقیقت آواز نہیں سُنائی دیتی ہے کہ دنیا ہیچ ہے جو آج ہیں وہ کل نہ ہونگے اور جو کل تھے آج نہیں۔ لاریب دنیا ہیچ ہے۔ صرف حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا ہی نے دنیا کی آلودگیوں کو بُری نگاہ سے نہیں دیکھا

بقیہ نوٹ} ولی صادق ہے اور کون مدعی کاذب ہے۔ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کو اسی اصول کے مطابق ثابت کیا گیا ہے یہ ایک طویل الذیل مضمون ہے جس پر مفصل بحث کرنیکی اس مختصر رسالہ میں کسی طرح گنجائش نہیں ایک ہی آیت لکھکر ختم کرتا ہوں وقالوا لولا انزل علیہ آیات من ربہ قل انما الآیات عند اللہ وانما انا نذیر مبین ٥ اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب (مخالف لوگ کہتے ہیں کہ محمدؐ خارق عادات کا کیوں نہیں اظہار کرتا) لفظی معنی اس پر خدا کی نشانیاں کیوں نہیں نازل ہوتیں) تو کہدے کہ خارق عادات کا ظہور خدا کے اختیار میں ہے اور میں تو صرف کھلے طور پر ڈرانیوالا ہوں کیا وہ کتاب جو ہم نے نازل کی ہے ان کیلئے

ماشغلك عن اللہ فہو صنمك اور اسی کا ترک ضروری اور فرض ہے۔ حضرت سہیل تستری قدس سرہٗ فرماتے ہیں "کہ تیس سال ہوتے ہیں خدا کے ساتھ باتیں کرتا ہوں" یہ امر کچھ محال سے نہیں ہے اس واسطے کہ کسی شخص پر عشق کا اس قدر غلبہ ہو کہ وہ بظاہر لوگوں میں ہو مگر دل سے اپنے مقصود کے ساتھ ایسا مستغرق ہو کہ نہ کسی کی بات سُنے اور نہ کسی کو دیکھے ایسے ہی پاک وجود کی نسبت کہا گیا ہے کہ "من رای محبا اللہ فقد رای اللہ"[ل] ؛

خیالات ہی سب کچھ ہیں انہیں ہی ایک لمحہ کیلئے ماسواء المقصود مائل نہ ہونے دینا چاہئے کہا جاتا ہے کہ اس مرتبہ کا حصول بغیر توجہ مرشد[ل] روحانی ناممکن ہے" یہ خیال نہ کرنا کہ جو کچھ دنیا میں ہے سب بُرا ہے بلکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ وہ دنیا سے نہیں ہیں۔ علم و عمل دنیا میں ہے اور دنیا میں سے نہیں ہے اس لئے کہ عالم آخرت میں آدمی کے ساتھ جائیگا۔ علم تو صرف آدمی کی ذات تک ساتھ رہتا ہے اور عمل اگر بعینہ نہیں رہتا لیکن اس کا اثر ضرور رہتا ہے اور اس کے اثر کی دو قسمیں ہیں ایک طہارت قلبی جو منہیات سے محفوظ رہنے میں حاصل ہوتی ہے اور ایک خدا کے ذکر کی محبت جو ہمیشہ عبادت کرنے سے ملتی ہے اور یہ سب باقیات الصالحات ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے والباقیات الصالحات خیر عند ربك (اور نیک کمائی جو باقی ہے وہ نیک ہے تیرے پروردگار کے نزدیک) عمل مناجات لذت اور خدا کے ذکر کی محبت سب لذتوں سے بہترین ہے اور دنیا میں ہے مگر دنیا میں سے نہیں ہے اس لئے دنیا کی سب لذتیں بُری نہیں ہیں۔ بلکہ اُس کی بھی دو قسمیں کیجا سکتی ہیں :-

---

لہ یہ حضرت غوث الاعظم کا ارشاد ہے کہ جو اللہ کے دوستوں میں سے کسی کو دیکھے اُس نے بیشک اللہ کو دیکھا (رسالہ نوریہ) مؤلفہ

لہ چونکہ دادی دست خود در دست پیر ۔۔۔ پیر حکمت کو حکیم است و خبیر
کو نبی وقت خویش است اے مرید ۔۔۔ زانکہ او نور نبی آمد پدید

حضرت نوح علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ نے اس عمر دراز میں دنیا کو کیسا پایا فرمایا "جیسے دو دروازوں کا مکان ایک دروازہ سے اندر آیا اور ایک سے نکل گیا" +

ایک بزرگ نے فرمایا "دنیا سے روزہ رکھ اور آخرت میں افطار کر" +

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے "دنیا شیطان کی دکان ہے۔ اس کی دکان سے کچھ نہ لے ورنہ ابلیس تیرا تعاقب کرے گا" +

حضرت مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "دنیا میں آدمی مہمان ہے اور جو کچھ اس کے پاس ہے مستعار ہے۔ مہمان کا انجام جانا ہے اور مستعار کا انجام واپس لینا" +

حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو نصیحت کی کہ "دنیا آخرت کے بدلے فروخت کر دونوں کا فائدہ اٹھائے اور آخرت کو دنیا کے بدلے نہ بیچنا کہ دونوں کا نقصان اٹھائیگا" +

حضرت یحییٰ بن معاذ قدس سرہٗ کہتے ہیں "عقلمند وہ شخص ہے جو تین کام کرے دنیا سے دست بردار ہو جائے قبل اس کے کہ دنیا خود اس سے علیحدہ ہو جائے اور حق تعالیٰ کو راضی کرے پیش ازیں کہ اس کے دیدار سے مشرف ہو" +

حضرت بکر بن عبداللہ قدس سرہٗ نے فرمایا "جو شخص دنیا میں منہمک ہو کر اپنے آپ کو دنیا سے مستغنی ہونا ظاہر کرے اس کی مثال ایسی ہے جو آگ بجھایا چاہے اور خشک لکڑی اس میں ڈالتا جائے" +

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دنیا کسے کہتے ہیں اور دنیا سے کیا مراد ہے۔ یہ ایک ایسا فلسفہ ہے جس کی توضیح کی اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں۔ عارف رومی نے ایک شعر میں اس دقیق مسئلہ کو حل فرما دیا ہے ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

یعنی دنیا کسے کہتے ہیں ؟ خدا سے غافل ہونے کا نام دنیا ہے نہ کہ اسباب، مال اور اہل و عیال۔ جو شے خدا سے غافل رکھے وہی دنیا ہے جس کی مذمت بزرگوں نے کی ہے

مخفیا کے رسی بمنزل دوست
راہِ تاریک مرکب لنگ است

کیا وہ مبارک زمانہ قرون اولیٰ کا تھا جبکہ طبقہ اُناث و ذکور دونوں کے قلوب میں روحانی محبت اور عرفان الٰہی کی موجیں متلاطم ہو کر ذات الوہیت کی قربت سے فائز المرام ہوا کرتی تھیں یہانتک کہ "الانسان سری و انا سرہ" کی حقیقت منکشف ہو جاتی تھی ؎

دید لیلیٰ کیلئے دیدۂ مجنوں ہے ضرور
میری آنکھوں سے کوئی دیکھے تماشہ تیرا

کاش اس زمانہ کی خواتین دنیا کی فانی دلفریبیوں میں منہمک نہ ہو کر اور ظاہری بناؤ سنگار پر مرمٹنے کے بجائے خداوند قدوس کی محبت اور اس کے احکام کی اتباع میں ایسی سرگرم رہتیں جن سے آنیوالی نسلیں برگزیدگی کی سبق آموز نظیر اپنی نگاہوں کے سامنے پاتیں۔ سلسلہ اولیا معظام کی حور الٰہی یعنی حضرت رابعہؒ کے دو صدی بعد ایک کنیز تحفہ نامی گذری ہیں ان کی برگزیدگی اور مستغرق الی اللہ ہونے کا واقعہ ناظرات کی دلچسپی اور فائدے کے خیال سے ذیل میں درج ہے۔ جسے جناب سید احمد شاہ صاحب خلف الصدق جناب سید بہادر شاہ صاحب بمبئی نے مضمون کی صورت میں شائع کرایا ہے۔ ایسے مضامین اس زمانہ میں بالخصوص خواتین کیلئے قابل مطالعہ ہیں۔ کیا آج بھی ہم مسلمان عورتوں میں یہی روح ہے؟ کیا آج بھی ہمارے دائرے میں ایک کنیز ایسی برگزیدہ رفعت اور روحانی معراج حاصل کر سکتی ہے؟ آہ بے تاسف کے ساتھ ان سوالوں کے جوابات نفی میں دینے پڑینگے۔ وقت آگیا کہ خواتین اسلام حسبی نسبی مفاخر اور ظاہری ٹیم ٹام کو نظرانداز کریں اور خدا کے

(۱) ایک وہ لذت جو دنیا میں ہے اور بعد ممات فنا ہو جاتی ہے لیکن عالمِ عقبیٰ کے کاموں اور علم و عمل اور اہل اسلام کی ترقی میں مددگار ہے جیسے وہ نکاح اور خورش و پوشش جو ضرورت کے موافق ہو اور عالم آخرت کے واسطے ضروری ہو جو شخص عسرت میں قانع رہے اور اطمینان سے دین کے کام کرنے کا ارادہ کرے وہ شخص دنیا دار نہیں +

(۲) وہ دنیا مذموم ہے جس سے دین کا کام نہ مقصود ہو بلکہ غفلت اور نخوت کا باعث ہو اور عالم آخرت سے نفرت پیدا ہونے کا سبب ہو اسی واسطے رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے "جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب ملعون ہے سوائے اللہ کے اور جو اس میں مدد کرے" حضرت امام غزالی قدس سرہٗ کی تصانیف مثلاً کتاب احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت وغیرہ دیکھنے سے حقیقت دنیا کی تفصیل اور دنیا سے کیا مراد ہے بخوبی عیاں ہو سکتا ہے +

وصالؒ

آپ نے اپنی وفات کے وقت تمام حاضرین کو حکم دیا کہ حجرہ کے باہر چلے جاؤ کیونکہ خدا کے بھیجے ہوتے کے واسطے جگہ خالی کرنی ہے۔ جب حاضرین باہر چلے آتے تو ایک ندا سنائی دی۔ یا ایھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک۔ یعنی اے آرام یافتہ نفس اپنے رب کی طرف رجوع ہو۔ حاضرین باہر سے اندر داخل ہوتے تو طائر روح قفس عنصری سے ملاء اعلیٰ کو پرواز کر چکی تھی +

یہ واقعہ ۱۳۵ہجری صلعم میں ہوا اور جبل الطیر نامی پہاڑی پر جو بیت المقدس کے مشرق کی طرف ہے آپ مدفون کی گئیں۔ مزار پاک زیارت گاہ عام و خاص ہے +

؎ مسٹر کلاڈ فیلڈ مصنف اولیائے اسلام کی تحقیقات ہے کہ آپ کا وصال ۷۵۲ء میں ہوا۔ واللہ اعلم۔ (مؤلفہ)

لوگو! میں حقیقتاً دیوانی نہیں ہوں البتہ بظاہر مست ہوں ہیں۔ میرا دل ہوشیار ہے۔ میں ایک ایسے دوست کی محبت میں مبتلا ہوں جس کی درگاہ سے سرکشی کرنا جرم عظیم خیال کرتی ہوں۔ مجھے بند کیا گیا ہے حالانکہ کوئی گناہ بجز میری پریشانی آشفتگی و خود رفتگی کے نہیں پایا جاتا میں اپنے پیارے محبوب کی محبت میں گرفتار اور دنیا و مافیہا سے بےخبر ہوں جس چیز میں میرے لئے نفع و اصلاح خیال کی جاتی ہے وہی چیز حقیقت میں میرے لئے موجب ضرر و فساد ہوتی ہے اور اس کے برعکس جو شخص مالک الملوک سے محبت رکھتا ہو اُس کو کسی چیز کا غم نہیں اور نہ اُس کو کوئی چیز ضرر پہنچا سکتی ہے حضرت سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ لڑکی کے اشعار سُن کر میرا دل بھر آیا۔ بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے وہ لڑکی بھی مجھے روتے ہوئے دیکھکر یہ کہتی ہوئی بیہوش ہو گئی۔ اسوقت تو تو پانی کے آنسو رو رہا ہے لیکن اگر تو حقِ معرفت کے موافق جانتا تو خون کے آنسو روتا۔

جب اس حالت سے لڑکی کو افاقہ ہوا تو میں نے پوچھا تم نے مجھے پہچانا۔

کنیز۔ جب سے کہ دوست سے واقف ہوئی اُس روز سے کسی چیز سے لاعلم نہیں رہی

حضرت سریؒ تم دوست کا ذکر کرتی ہو آخر تمہارا دوست کون ہے۔

کنیز۔ جس نے مجھے اپنی نعمتوں سے شناسا کیا اور اپنے عطیات سے مجھے سرفراز و ممنون فرمایا۔ جو سبھوں کی دعاؤں کا مجیب اور تمام بندوں کے دلوں سے قریب ہے۔

حضرت سریؒ۔ تجھکو یہاں کس نے قید کر رکھا ہے۔

کنیز۔ حاسد لوگوں نے۔ اتنا کہنے پائی تھی کہ پھر بیہوش ہو کر گر پڑی۔ کچھ دیر بعد ہوش بجا ہوتے اور اپنے مناسبِ حال اُس نے نہایت درد انگیز لہجہ میں چند اشعار پڑھے جس سے مجھپر رقت طاری ہو گئی۔ میں نے ترس کھا کر ڈاکٹر ہسپتال سے اُس کی رہائی کی درخواست کی۔ اُس نے فوراً اجازت دیدی۔ میں نے لڑکی سے کہا لڑکی اب تم جہاں جانا چاہتی ہو جاؤ۔ تم آزاد ہو۔ لڑکی نے کہا۔

فرمان پر "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" (تم میں خدا کے نزدیک وہی بڑا ہے جو
تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے) کاربند ہوں اور یہ کنیز تحفہ (جنہیں اب میں
حضرت تحفہ کہنے پر مجبور ہوں) کے جذبات روحانیہ اور محبت صادقہ کو
پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے قلب میں وہ روحانی شمع روشن کریں جس سے
نفس کی تاریکی فنا ہو کر "نور السموٰۃ والارض" کی جھلک سے از سرتا پا
منور ہو جائیں اور اعراس الٰہی میں ان کا شمار ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم میں
اسلامیت ہی نہیں اور جبتک اسلامی جوش نہ ہوگا ہماری زندگی ناکام اور
بے سود رہیگی اور اگر ہم میں حقیقی عزم اور استقامت فی الاسلام ہو تو یقینی
دارین میں غیر متزلزل فلاح میسر آئے ؎

بہ گیتی دراں کوش چوں بگذری
سرانجام اسلام باخود بری

(عاجزہ کلیم النساء مؤلفہ رسالہ ہذا)
(اہلیہ حاجی سید غفور شاہ الحسامی الوارثی)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ جن کی وفات
بغداد میں بتاریخ ۳ رمضان المبارک ۲۵۰ھ واقع ہوئی۔ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک رات
نامعلوم الوجہ اضطراب و قلق نے ایسا بیخود بنا دیا کہ نماز تہجد تک اس رات نہ پڑھ سکا۔ خدا
خدا کر کے صبح نمودار ہوئی۔ نماز بامداد ادا کر کے تفریح طبع کیلئے گھر سے باہر نکلا اور ادھر ادھر
ٹہلنے لگا مگر سکون دل نہ نصیب ہونا تھا نہ ہوا۔ آخر حصول عبرت و تنبیہ کے ارادے سے
ہسپتال چلا گیا الحمد للہ کہ وہاں کسی قدر فرحت میسر ہوئی میں نے وہاں ایک حسین لڑکی
پرتکلف اور معطر لباس پہنے ہوئے دیکھی۔ جو بیڑیوں اور ہتھکڑیوں میں جکڑی ہوئی تھی
مجھے دیکھتے ہی اشعار عربیہ پڑھنے اور بے اختیار رونے لگی اس کے اشعار کا مفہوم یہ تھا۔

تحفہ۔ اللہ نے مجھ سے پوشیدہ خطاب کیا وہ میری زبان پر جلدی ہوگیا۔ دوری کے بعد اُس نے مجھے نزدیک کیا اور مجھے مخصوص وبرگزیدہ بنایا۔

حضرت سریؒ۔ خواجہ سے مخاطب ہوکر۔ تو "تحفہ" کو آزاد کردے اُس کی قیمت بلکہ اُس سے بھی کچھ زیادہ مجھ سے لے لے۔

خواجہ۔ حضور آپ میں اتنی استطاعت کہاں کہ اتنی قیمت ادا فرماسکیں۔

حضرت سریؒ۔ عجلت نہ کر صبر سے کام لے میں اتنی ہی قیمت تجھے لاکر دوں گا اور تحفہ کو آزاد کراؤں گا۔ شیخ فرماتے ہیں یہ کہکر میں ہسپتال سے باہر نکلا۔ بخدا اس وقت میرے پاس ایک درہم بھی نہ تھا بڑی رات تک تحیر وتضرع نے مجھے سونے نہ دیا۔ بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہوکر میں نے دعا کی کہ الٰہی سریؒ کی شرم تیرے ہاتھ ہے اور تو ظاہر وباطن کا حال جاننے والا ہے تو اپنے فضل پر بھروسہ کرنے والوں کو رسوا نہ کر۔ یکایک دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی میں نے پوچھا کون ہے۔

آواز۔ یکے از دوستانِ تو۔ میں نے اُٹھکر دروازہ کھول دیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص چار غلام اور ایک مشعلچی ساتھ لئے ہوئے دروازہ پر کھڑا ہے مجھے دیکھکر اُس نے کہا کہ اے سریؒ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے۔

اجازت پاکر وہ اندر آیا اور میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور اس وقت یہاں تشریف لانیکا کیا سبب ہے اُس شخص نے کہا میرا نام احمد بن مثنّٰی ہے۔ ابھی ابھی مجھے خواب میں یہ آواز سنائی دی کہ جلد پانچ تھیلیاں زر کی سریؒ کو لے جاکر دے تاکہ وہ اُس زرسے تحفہؒ کو خرید لے کیونکہ تحفہؒ پر ہماری خاص عنایت ہے۔ یہ آواز سن کر میں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے سجدۂ شکر ادا کیا اور صبح صادق کا انتظار کرنے لگا صبح ہوتے ہی نماز سے فارغ ہوکر ہسپتال پہنچا تو ڈاکٹر نے مجھے غور سے دیکھکر کہا کہ آئیے آپ کو خوشخبری ہو کہ بارگاہ ایزدی میں تحفہؒ کا نہایت بلند مرتبہ ہے میں نے کل ہاتف سے یہ آواز سنی ہے (انہا منا سائل لیس بخلوا عن نوال)

میرے دوست نے مجھے اپنے بعض غلاموں کے ہاتھ میں دیدیا ہے اگر وہ اجازت دیں تو البتہ جا سکتی ہوں ورنہ صبر میرا مونس ہے۔

استنے میں اس کا مالک بھی آگیا اور افسر ہسپتال سے دریافت کیا کہ تحفہ کہاں ہے ڈاکٹر نے جواب دیا کہ اندر شیخ سری سقطیؒ سے باتیں کر رہی ہے وہ خوش خوش میرے سامنے آیا اور نہایت ادب سے سلام کیا اور بہت زیادہ عزت کی۔ میں نے کہا اے خواجہ مجھے یاد یہ عورت تعظیم و تکریم کے لائق ہے اُس کے قید کی کیا وجہ ہے۔

خواجہ۔ یہ دیوانی ہوگئی ہے دور از عقل باتیں کرتی ہے کھانا پینا چھوڑ بیٹھی ہے خود سوتی ہے نہ مجھے سونے دیتی ہے ہمیشہ متفکر اور روتی رہتی ہے۔ میری ساری عمر کی کمائی یہی ہے۔ میں نے اس کو بیس ہزار درہم میں خریدا ہے مجھے امید تھی کہ اس کے کمال کی وجہ سے میں بے حد فائدہ اٹھاؤں گا۔

حضرت سریؒ۔ اس میں کونسا کمال ہے۔

خواجہ۔ یہ مطربہ ہے۔

حضرت سریؒ۔ اس کو یہ عارضہ کب سے اور کیونکر لاحق ہوا۔

خواجہ۔ ایک سال سے زیادہ ہوا کہ ایک روز (عود) کے ساتھ یہ ذیل کے اشعار گاتے گاتے یکایک عود پھینک کر کھڑی ہوئی اور زار زار رونے لگی ؎

وحقك لا نقضت الدهر عهدا ولا كدرت بعد الصفو ودا

یعنی جو عہد کہ تجھ سے کیا تھا عمر بھر نہیں توڑا اور بعد صفائی کے پھر دل کو مکدر نہیں ہونے دیا

اس روز سے اس کی حالت دیوانگی کے مشابہ ہے اشعار پڑھتی اور روتی رہتی ہے۔ میں نے اس کی حالت کو کسی شخص کی محبت سے تعبیر کیا اور اس پر سختی شروع کی۔ لیکن میرا یہ خیال بالکل غلط ثابت ہوا۔

حضرت سریؒ۔ (تحفہ سے مخاطب ہو کر) کیا در اصل ایسا ہی ہے۔

اُس نے شراب محبت کے جام یکے بعد دیگرے پلاتے اور پھر نگہبانی کی یعنی مستانِ محبت کو حرکات ناپسندیدہ سے روکا شراب محبت سے جب سیراب ہوا تو متحیر ہو کر آسمان کی طرف چڑھا اور علو ذات کی جانب چلا پھر بجز محبوب کے کسی کی خواہش نہیں ہی شیخ فرماتے ہیں کہ جس طرف سے یہ آواز آئی تھی میں اُسی جانب بڑھا۔

ایک قتیل تیغ محبت کو دیکھا جو بستر مرگ پر پڑا دم توڑ رہا تھا جب اُس کی نگاہ مجھپر پڑی تو کہا یا سریؒ میں نے کہا لبیک لبیک اُس نے کہا آپ نے مجھے پہنچانا۔

حضرت سریؒ۔ نہیں۔

مریض۔ لا الٰہ الا اللہ۔ افسوس کہ تم نے مجھے بہت جلد بھلا دیا میں ہی تحفہ ہوں۔

حضرت سریؒ۔ جب سے تجھے آزادی ملی کیا کیا منافع حاصل ہوتے۔

تحفہ۔ مجھے اللہ جل شانہٗ نے قرب اُنس بخشا اور اپنے غیروں سے متوحش کر دیا۔

حضرت سریؒ۔ احمد بن مثنیٰ میں اور خواجہ حج کے ارادہ سے چلے لیکن افسوس ہے کہ راستہ میں احمد کا انتقال ہو گیا تجھے معلوم ہے۔

تحفہ۔ خداوند تعالیٰ نے اُس کو بخش دیا اور ایسے انعامات اور قیمتی اشیا بخشیں کہ دُنیا والوں کی آنکھوں نے اُن کو دیکھا تک نہیں وہ بہشت میں میرا ہمسایہ ہے گا۔

حضرت سریؒ۔ جس نے تجھے آزاد کیا وہ بھی میرے ساتھ یہاں آیا ہوا ہے اس کے جواب میں اُس نے آہستہ آہستہ کچھ دُعا کی اور کعبۃ اللہ کے گرد زمین پر گر پڑی اور دم توڑ دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ شعر

جان گئی جان کے جویا کے پاس ۔۔۔ پہنچا مریض اپنے مسیحا کے پاس

اُسی وقت اُس کا مالک خواجہ بھی آ گیا اور بے اختیار اُس پر مضطربانہ گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ اُس نے بھی دُنیا کو خیرباد کہا۔

پیاسے نے دریا سے ملاقات کی ۔۔۔ خوب تلافی ہوئی مافات کی

یعنی ہمارا سوال اُس دل والے سے ہے جو عطاسے خالی نہیں ہے۔ جب تحفہؒ کی نظر مجھ پر پڑی تو آبدیدہ ہو کر آسمان کی طرف مُنہ کر کے کہنے لگی کہ اے دوست آخر تو نے مجھے خلق میں رُسوا کر دیا اتنے میں مالکِ تحفہؒ بھی آگیا۔ میں نے ہر چند اُس کو معہودہ رقم دینی چاہی مگر اُس نے وہ رقم نہ لی اور کہا کہ میں نے خالصاً اللہ تعالیٰ تحفہؒ کو آزاد کر دیا۔ اس پر میں نے متعجب ہو کر اُس سے دریافت کیا کہ آخر ماجرا کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ مجھے کل زجرو توبیخ کی گئی۔ اب میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللھم کن لی بالسعۃ کفیلا و بالرزق جمیلاً یعنی خدایا تو میرا کفیل ہو اور رزق کی کشادگی میں جمیل۔

شیخ سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ وہ شخص یہ بیان کر چکا تو میں نے احمد کی طرف غور سے دیکھا وہ زار زار رو رہا تھا میں نے رونے کا سبب پوچھا اُس نے کہا شاید کہ حق تعالیٰ مجھ سے راضی نہیں اس لئے کہ مجھے حکم دیا مگر قبول نہیں کیا اس لئے میں نے بھی وہ ساری رقم خالصاً لوجہ اللہ تعالیٰ وقف کر دی۔ تحفہؒ نے جو اس وقت یہاں آگئی تھی دونوں کی تقریر سُن کر اپنے کپڑے جو اس وقت اس کے جسم پر تھے اُتار دیئے اور پُرانے ٹاٹ کا لباس زیب تن کر کے رونے لگی شیخ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کہ رونے کا یہ کیا موقع ہے۔ تحفہؒ نے کہا اُس کے قہر سے اُس کی مہربانی کی طرف بھاگتی ہوں اور روتی ہوں اُس کے قہر سے اُس کے لطف کی جانب جانا چاہتی ہوں۔ یہ کہکر تحفہ ایک سمت ہوا کی طرح چل دی۔ شیخ فرماتے ہیں اس واقعہ کے چند روز بعد میں احمد اور خواجہ تینوں بارادۂ حج گھر سے چلے اثناء راہ میں احمد کا انتقال ہو گیا صرف میں اور خواجہ دونوں مکہ معظمہ پہنچے جبکہ ہم خانۂ کعبہ کے طواف میں مصروف تھے ایک جانب سے کسی زخمی دل والے کی یہ صدائے جگر خراش سُنائی دی ؎

محب اللہ فی الدنیا سقیم تطاول سقمہ فدواہ داہ

یعنی اللہ کا دوست رکھنے والا دنیا میں اکثر بیمار رہتا ہے اُس کی بیماری قائم رہتی ہے اور اُس کا علاج علاج بالمثل ہے۔ اُس کے بعد چند شعر اور سُنائی دیئے جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

شیخ فرماتے ہیں میں ان لوگوں کی تجہیز و تکفین اور اداے صلوٰۃ کے بعد پر خاک کر کے گھر لوٹ آیا۔ اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ۔ آمین +

ریویو

حیات ابدی

(از اخبار مشرق گورکھپور یکم فروری ۱۹۱۶ء)

یہ رسالہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے حالات میں حاجی سید غفور شاہ صاحب الوارثی نے اپنی اہلیہ کی طرف سے ترتیب دیکر دفتر صوفی پنڈی بہاؤ الدین سے شائع کیا ہے۔ اسکی ترتیب اور لکھائی و چھپائی بہت عمدہ ہے۔ قیمت ۴ر ہے۔ اس رسالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ محض سوانح سے مزین نہیں ہے بلکہ اسمیں ایسے کمیاب انتخاب خیالات بصریہ اور جذبات قلبیہ جا بجا پیش کئے گئے ہیں کہ ہم انکو بار بار پڑھتے اور چاہتے ہیں کہ کسی وقت انکی نظری اور معنوی سیر سے جدا نہوں۔ دیکھئے حضرت رابعہؓ کی مناجات،

"میرے حقیقی محبوب! اگر کل تو مجھے جہنم میں بھیجیگا تو میں تیرا اسرار ظاہر کردونگی۔ اسپر جہنم ہزار برس پناہ لیگا۔ جو کچھ دنیاوی حصہ میرے لئے رکھا ہے اپنے مخالفین کو دے اور جو حصہ آخرت کا میرے لئے ہے وہ اپنے محبوں کو دے۔ میرے دل کی عین خواہش اور آرزو! اگر میں تیری اطاعت دوزخ کے خوف سے کروں تو مجھے بڑے جہنم میں ڈالدے اور اگر جنت کیلئے تیری پرستش کروں تو مجھے جنت سے محروم رکھ اور اگر صرف تیرے ہی واسطے تیرے احکام کی پیروی کروں تو اپنے جمال سے مسرور کر مجھے تو صرف تیری ہی آرزو ہے آیندہ تو غیور محبوب ہے جو چاہے سو کر میں راضی برضا ہوں۔"

یہ رسالہ مختصر ہے مگر اس کمال سے اس کو ترتیب دیا ہے کہ اس میں نہ صرف جذبات حضرت رابعہؓ نمایاں ہیں بلکہ اور بزرگان کے خیالات بھی دکھا کر اس قدر اس کو دلچسپ بنایا ہے کہ ہم اس کی پوری تعریف نہیں کر سکتے۔ اسلام کے بہترین تعلیمات کا بہترین نمونہ اور سلسلہ اولیاء کرام کی محور آلی یعنی حضرت رابعہؒ کی پاک زندگی کے لکھنے میں مؤلف کو پوری کامیابی ہوئی ہے +